اختر راہی ایم۔ اے (سیاسیات، تاریخ)

دار العلوم دیوبند

ایک انگریز کے تاثرات

۲۱ر جنوری ۱۸۶۵ء کو لاہور میں ڈاکٹر لائیٹنر کی صدارت میں "انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب" بنائی گئی۔ انجمن کے مقاصد میں قدیم مشرقی علوم کا احیاء اور دیسی زبانوں کی ترقی کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ انجمن کے مقاصد اور نظریات عام کرنے کے لئے رسالہ "انجمن پنجاب" جاری کیا گیا۔ بعدازاں انجمن نے ایک دوسرا پرچہ "اخبار انجمن پنجاب" (ہفت روزہ) ۱۸۷۰ء میں جاری کیا۔ ہفت روزہ کے ایڈیٹر پیرزادہ محمد حسین اور ایچ۔ آئی۔ میکلوڈ فیلو پنجاب یونیورسٹی تھے۔

"اخبار انجمن پنجاب" میں انجمن کی خبریں شائع ہونے کے علاوہ برصغیر کے دوسرے علمی اداروں کی خبریں بھی چھپتی تھیں۔ دار العلوم دیوبند کی بنیاد ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ/ ۳۱ر مئی ۱۸۶۶ء بروز جمعرات رکھی گئی۔ اس تقریب میں بہت سے اللہ والے شریک ہوئے۔ اور دار العلوم دیوبند کی موجودہ عالیشان عمارت کے متصل جنوب کیطرف مسجد چھتہ میں درخت کے سائے تلے اس عظیم تاریخی درس گاہ کا افتتاح ہوا۔ سب سے پہلے معلم حضرت ملا محمودؒ اور اولین متعلم شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب تھے۔

دار العلوم کی تعلیم کیسی تھی۔؟ نظام دار العلوم کیسا تھا۔؟ ایک انگریز پامر کلارک (PALMER CLARK) کے چشم دید حالات اور تاثرات سے معلوم ہوتا ہے۔ پامر کلارک گورنر یو۔پی کا معتمد شخص تھا اور وہ گورنر کے ایماء پر ہی مدرسہ کے حالات دیکھنے گیا تھا۔ "اخبار انجمن پنجاب" کی اشاعت مورخہ ۱۹ر فروری ۱۸۷۵ء سے رپورٹ درج ہے۔ (اختر راہی)

بندہ بوجہ خدمت ہمراہ لشکر ظفر پیکر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی وشمالی دورہ میں ہے۔ ۳۰ر جنوری ۱۸۷۵ء کو دیوبند ضلع سہارنپور میں قیام ہوا۔ اور ۳۱ر جنوری کو بوجہ یک شنبہ قیام۔ حسب اتفاق گرد جانے سے فراغت پاچکا تو میرے آقائے نعمت نے مجھ کو الگ لے جاکر یہ فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے

جہاں محمدیوں نے ایک مدرسہ اسلامی خلاف سرکار جاری کیا ہے۔ تو اجنبیانہ مدرسہ میں جاکر حال تو دریافت کرکر کیا کیا تعلیم ہوتی ہے۔ اور مسلمان لوگ کس فکر و ذکر میں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ فوراً آبادی میں گیا۔ ایک قصبہ پایا، نہایت صاف، باشندے خلیق و نیک مگر غریب زدہ حال، پوچھتے پوچھتے مدرسہ میں گیا۔ اوّل ایک بہت بڑے کمرے میں دیکھا کہ چٹائیوں کے فرش پر چھوٹے چھوٹے لڑکے کئی درجن کتابیں آگے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور ایک بڑا لڑکا ان کے درمیان بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا "اے بھائی لڑکو تمہارا استاد کون ہے۔ ایک نے اشارہ سے بتلایا۔ معلوم ہوا کہ جو درمیان میں بیٹھا ہے۔ وہی استاد ہے۔ مجھ کو تعجب آیا کہ یہ کیا استاد ہوگا۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے مجھ کو مسلمان سمجھ کر وعلیکم السلام کہا۔ میں نے پوچھا استاد صاحب آپ کے لڑکے کیا کیا پڑھتے ہیں۔ ؟ جواب دیا کہ جملہ کتب فارسیہ —— بعدہٗ میں اندر مکان کے گیا تو دیکھا کہ ایک دالان میں ایک مولوی صاحب میانہ قد نہایت خوبصورت بیٹھے ہیں۔ اور ان کے سامنے ایک قطار بڑے بڑے طالب علموں کی بیٹھی ہے۔ اوّل مجھ کو دیکھ کر ہنسی آئی مگر کان جو لگائے تو علم مثلث[1] کی بحث ہو رہی ہے۔ پھر تو میں رہ نہ سکا۔ اور آگے بڑھا اور منتظر رہا کہ میری اجنبی صورت اور اجنبی لباس دیکھ کر یہ لوگ چونکیں گے۔ مگر اصلاً کسی کو خبر نہ ہوئی اور کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کون ہے اور کہاں سے آیا۔ پھر تو میں بیٹھ گیا۔ واللہ مولوی صاحب کی جو تقریر سنی تو عجیب عجیب قاعدے مثلث کے بیان کر رہے تھے۔ جو میں نے کبھی ڈاکٹر اسپرنگر[2] صاحب —— اور

---

[1] TRIGNOMETRY

[2] مشہور مستشرق آلویز سپرنگر (ALOYS SPRENGER) ۳ ستمبر ۱۸۱۳ء کو نسرایٹ (NUSSERIT) میں پیدا ہوا۔ طب اور مشرقی زبانوں کی تعلیم ویانا میں حاصل کی۔ ۱۸۴۱ء میں طب کی اعلیٰ ترین ڈگری لائڈن یونیورسٹی سے حاصل کی۔ اس عرصے میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اس کی خدمات حاصل کیں اور ۱۸۴۳ء میں کلکتہ آگیا۔ ۱۸۴۴ء میں دہلی کالج میں پروفیسر مقرر ہوا۔ اور ۱۸۴۸ء تک اسی عہدے پر فائز رہا۔ کالج کی ملازمت سے سبکدوش ہو کر لکھنؤ چلا گیا۔ لکھنؤ میں شاہان اودھ کے کتب خانے کی فہرست تیار کی —— ۱۸۵۱ء میں سپرنگر لکھنؤ سے کلکتہ چلا گیا۔ اور مدرسہ عالیہ کا پرنسپل رہا۔ ۱۸۵۷ء میں سپرنگر ہندوستان سے واپس وطن چلا گیا۔ بون یونیورسٹی میں اردو کا پروفیسر مقرر ہوا۔ ۱۸۸۱ء میں ہائیڈلبرگ آگیا۔ اور ۱۸۹۳ء میں راہی ملک عدم ہوا۔ اس کی کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور گلستان سعدی کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔

⁂

ماسٹر رامچندر[1] صاحب سے بھی نہیں سنے تھے۔ وہاں سے اٹھ کر دوسرے دالان میں گیا تو دیکھا کہ ایک مولوی صاحب کے سامنے ایک دالان میں طالب علم میلے میلے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں مگر آواز نہیں آتی۔ میں اس نظر سے اور بھی آگے بڑھا کہ آیا کچھ بولتے ہیں یا نہیں۔ رفتہ رفتہ میں ایک کونے میں جا لگا۔ تو وہاں ایک عجیب کیفیت تھی۔ چھٹے مقالے کی دوسری شکل کے اختلاف بیان ہو رہے تھے۔ اور ایسے بے تکلف بیان کر رہے تھے کہ گویا اقلیدس کی روح ان میں آگئی ہے۔ میں منہ تکتا رہ گیا اس کے بعد جبر و مقابلہ میں سے مساوات درجہ اوّل کا ایک ایسا سخت مشکل سوال طلباء سے پوچھا کہ مجھ کو بھی اپنی حساب دانی ایم اے پر بڑا گھمنڈ تھا۔ مگر میں حیران رہ گیا۔ بعض نے جواب صحیح دیا۔ وہاں سے میں اٹھ کر تیسرے دالان میں گیا تو ایک مولوی صاحب حدیث کی موٹی سی کتاب پڑھا رہے تھے اور طالب علم ہنس ہنس کر تقریر کر رہے تھے۔ وہاں سے میں ایک زینہ پر ہو کر بالاخانہ پر گیا۔ تو اس کے تین طرف مکان مکلف تھے۔ ایک چھوٹی سی صحنچی میں دو اندھے بیٹھے گڑبڑا رہے تھے۔ میں دبے پاؤں ان کے پاس گیا۔ معلوم ہوا کہ علم ہیئت کی کسی کتاب کا سبق یاد کر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک اندھے نے دوسرے اندھے سے کہا کہ بھائی کل سبق کے شروع میں شکل معروضی میری سمجھ میں خوب نہیں آئی اگر تیری سمجھ میں آگئی ہو تو بتلا دے۔ دوسرے اندھے نے دعویٰ بیان کیا۔ اور اس کی ہتھیلی پر لکیریں کھینچ کر ثبوت شروع کیا۔ اور پھر جو آپس میں ان کی بحث ہوئی تو میں دنگ رہ گیا۔

سر میر نگر صاحب مرحوم پرنسپل کی تقریر کا سارا روپ میری آنکھوں میں سما گیا۔ وہاں سے اٹھ کر ایک حجرہ میں گیا تو وہاں چھوٹے چھوٹے لڑکے لڑکیاں صرف ونحو کی کتابیں کمال ادب سے استاد کے آگے بیٹھی پڑھ رہی ہیں۔ پھر تیسرے درجہ میں گیا وہاں علم منقول کا درس ہو رہا تھا۔ وہاں سے دوسرے زینہ کو اترا، باہر مدرسہ کے آیا۔ اور ایک سے پوچھا کہ بس مدرسہ اسی مکان میں ہے۔ وہ بولا نہیں صاحب قرآن شریف اور مکان میں پڑھایا جاتا ہے۔ میں نے پوچھا کہاں ہے۔ وہ مجھ کو ساتھ لے گیا۔ ایک مسجد کے گوشہ میں ایک دالان ہے۔ اس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔

---

[1] ماسٹر رامچندر دہلی کالج میں علوم انگریزی و ریاضی کے استاد تھے۔ ۱۸۵۰ء کو ہندومت چھوڑ کر عیسائی ہو گیا۔ اور اسلام کی مخالفت میں اس انداز سے پروپیگنڈہ کرنے لگا۔ جو عیسائی مشنریوں کیلئے مخصوص تھا۔ اس نے "اعجاز قرآن" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ مسلمان علماء نے ماسٹر صاحب کو دنداں شکن جواب دیئے۔

اور ایک حافظ نابینا ایک کونے میں بیٹھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے پوچھا کہ اخباروں میں دیکھتا تھا کہ سال گذشتہ میں چار طالب علموں کو دستارِ فضیلت بندھی تھی ۔ بھلا کوئی ان میں سے ہے ۔ وہ بولے کہ ہاں ایک ہیں، چلو تم کو ملا لاؤں ۔ ایک مکان میں لے گئے جہاں ایک نوجوان شخص بیٹھا ہے ۔ اور سامنے ایک موٹی سی کتاب کھلی رکھی ہے ۔ اور ایک طرف دو بندوقیں دونالی کی اور ایک طرف دس بارہ طالب علم بیٹھے پڑھ رہے ہیں ۔ میں نے سلام کیا، انہوں نے کمال اخلاق سے میرا سلام لیا ۔ میں نے پوچھا کہ آپ ہی کو دستارِ فضیلت بندھی ہے ۔ نہایت ادب سے کہا کہ ہاں استادوں کی عنایت ہے ۔ میں نے پوچھا یہ کون سی کتاب ہے ۔ کہا کہ ایک عربی کی بڑے فن میں ہے ۔ ایک مہتمم مطبع نے واسطے ترجمے کے بھیجی ہے ۔ اور اس کی اُجرت ایک ہزار روپیہ ٹھہری ہے ۔ مجھ کو ترجمہ کرتے تین مہینے ہوئے ۔ تین ثلث ہو چکا ہے ۔ انشاء اللہ باقی ایک مہینہ میں پورا ہو جائے گا ۔ پھر میں نے پوچھا کہ صاحب بندوق کیسی ہے ۔ کہا مجھ کو شکار کا شوق ہے ۔ سات بجے سے دس بجے تک پڑھاتا ہوں ۔ اور گیارہ بجے سے ایک بجے تک شکار کھیلتا ہوں ۔ اور دو بجے سے چار بجے تک ترجمہ کرتا ہوں ۔

میں نے پوچھا کہ آپ نوکری کیوں نہیں کرتے کہا کہ حضرت بیٹھے بٹھائے خدا ڈھائی سو روپیہ مہینہ دیتا ہے ۔ پھر کس واسطے نوکری کروں ۔ میں نے وہاں سے اٹھ کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہاں کوئی مدرسہ کا کتب خانہ بھی ہے ۔ اس نے کہا ہاں! اس طرف کو چلے جاؤ ۔ میں وہاں پہنچ گیا ۔ دیکھا کہ ایک مختصر سا مکان سارا سر سے پاؤں تک الماریوں سے بھرا ہوا ہے ۔ اور کتابیں اٹا کٹ بھری ہیں ۔ اور ایک منشی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں نے سلام کیا، انہوں نے مجھے بوڑھا سمجھ کر بہت آؤ بھگت کی اور ایک فہرست کتب خانہ کی میرے سامنے کر دی، اس کے دیکھنے سے میری آنکھیں کھلیں کہ کوئی فن بھی ایسا نہیں ہے جس کی کتاب موجود نہ ہو ۔ پہلے دوسری کتاب میرے آگے سرکائی وہ رجسٹر حاضری طلبہ مدرسہ کا تھا ۔ کمال خوشخط اور صاف اس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ منجملہ دو سو دس طلبہ کے آج ایک سو آٹھ حاضر تھے ۔ بعدہٗ ایک سبزہ رنگ آدمی آئے اور السلام علیکم کر کے بیٹھ گئے ۔ میں نے پوچھا آپ کی تعریف ؟ کہا میں مہتمم ہوں اور اسی وقت تین بڑے بڑے رجسٹر میرے سامنے رکھ کر کہا کہ یہ اس سال کے جمع و خرچ کا حساب ہے ۔ ملاحظہ کرو ۔ میں نے جو ایک کتاب کھول کر دیکھی تو اس میں نہایت صحت کے ساتھ تاریخ وار حساب لکھا تھا ۔ اور گوشوارہ سے یہ ثابت ہوا کہ اخیر سال پر بعد خرچ کے بہت کچھ روپیہ باقی رہا ۔ طبیعت نے یہ چاہا کہ بعض کتب کی سیر کروں مگر وقت تنگ، شام ہونے کو تھی ۔ وہاں سے اٹھ کر شکرم میں آیا کہ دیکھا آقائے نعمت منتظر تھے ۔ دور سے دیکھ کر مسکرائے اور بولے ول[1] پامر خبر

[1] WELL ! PALMER

میں بولا خیر کیا۔ اخبار کرسی لو اور بیٹھو اور سنو - میں بولا صاحب کیفیت کیا عرض کروں بہت طول طویل ہے۔ مگر خلاصہ یہ ہے کہ جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے۔ وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ سے کرتا ہے۔ وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے - - - - یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ ایسے آزاد اور نیک چلن و سلیم الطبع ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں۔ کوئی فن ضروری ایسا نہیں جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو۔ صاحب مسلمانوں کے لئے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی - اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلمان بھی یہاں تعلیم پاوے تو خالی نفع سے نہیں۔ اسے صاحب سنا کرتے تھے کہ ولایت انگلستان میں اندھوں کا مدرسہ ہے۔ یہاں آنکھوں سے دیکھا کہ وہ اندھے "تحریر اقلیدس" کی شکلیں کف دست پر ایسی ثابت کرتے ہیں کہ باید و شاید - - - - - -

---

ہمیں فخر ہے کہ ہمیں عوام کو جوہری توانائی

اور

غذائیت سے بھرپور

آٹا — میدہ — سوجی

مہیا کرنے کی سعادت حاصل ہے

★

آپ بھی

ہمیشہ یونیورسل فلور ملز کا تیار کردہ بہترین اور اعلیٰ آٹا استعمال کریں

مینیجر: — یونیورسل فلور ملز گلبہار کالونی پشاور

فون ۲۰۲۰۹